کو پوری طرح مستحضر رہتے تھے۔ بعد میں جب علماء فن نے علمی اور فنی طور پر اس علم کی تدوین کی ضرورت محسوس کی اس وقت بھی علم تجوید پر مستقل اور علیٰحدہ تصانیف کا رواج نہیں تھا بلکہ اس کو علم الصرف کا ایک حصہ تصور کیا جاتا تھا گوکہ اسے علم الصرف کا ایک نہایت اہم حصہ قرار دیا جاتا تھا اور اس کے بغیر اس کو مکمل نہیں تصور کیا جاتا تھا۔ اس فن میں مستقل تصانیف کی ابتداء چوتھی صدی میں ابوبکر محمد مکی ابن ابی طالب القیروانی (م ۴۳۷ء) کی کتاب "عمدة الرعاية" سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس فن پر تصانیف کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا جو اب تک قائم ہے اور زیر نظر کتاب بھی اس سلسلہ زریں کی ایک کڑی ہے۔ چنانچہ مصنف کی تحقیق کے مطابق اس فن میں چودھویں صدی ہجری میں پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں گئیں۔ اس سے اس فن کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر میں علم تجوید پر نئی اور مستقل تصانیف کے علاوہ ایک اہم کام یہ ہورہا ہے کہ اس فن کے قدیم مآخذ اور مصادر بڑی تعداد میں تحقیق کے نئے اصولوں کے ساتھ مرتب و مدون ہوکر منظر عام پر آرہے ہیں۔

اہلِ عرب چونکہ اہل زبان تھے اور قرآن کریم ان کی اپنی زبان میں نازل ہوا تھا اس لیے انھیں کتاب اللہ کی تلاوت اور قراءت میں کوئی دشواری نہیں پیش آتی تھی۔ لیکن جب اسلامی فتوحات کے جلو میں اسلام کا دائرہ وسیع ہوا اور غیر عرب اقوام بڑی تعداد میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئیں تو عرب و عجم کے اختلاط سے عربیت کے خالص لب ولہجہ میں مختلف النوع نقائص راہ پاگئے اور ائمہ و ماہرینِ لغت نے یہ محسوس کیا کہ صرف ونحو اور لغت کے ساتھ ساتھ عربی حروف کے مخارج، صفات لازمہ و عارضہ اور اظہار و ادغام وغیرہ کی مکمل اور جامع تشریح کی جائے اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور ان کی روشنی میں صحابہ کرامؓ کے بتائے اور سکھائے ہوئے انداز پر ایسے اصول و قواعد مرتب کیے جائیں کہ قراءتِ کتاب اللہ عجمی اثرات سے متاثر و مجروح نہ ہو۔ اس طرح اس فن شریف میں کتابوں کی تصنیف و تالیف کی ابتداء ہوئی۔ چنانچہ علم و تجوید کے ابتدائی بانی اور مدوّن وہ حضرات ہیں جنھیں عالم طور پر نحو اور لغت کا امام تصور کیا جاتا ہے۔